© rasailojaraid.com

دین میں مصالح کی اہمیت

مولانا محمد جرجیس کریمی

اسلام کی مختلف خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دین مصلحتوں اور حکمتوں پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیے ہیں ان میں انسانوں کے لیے بے پناہ فوائد پوشیدہ ہیں۔ اگر ان احکام پر عمل نہ کیا جائے اور دین کو ترک کر دیا جائے تو ان فوائد سے محرومی کے ساتھ طرح طرح کے نقصانات لاحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔ (الحج:۷۸)	اور اللہ نے تمھارے لیے دین میں کوئی حرج نہیں بنایا ہے۔

اسلام میں مصالح اور علماء کی آراء

قرآن وحدیث میں ایسی بے شمار نصوص ہیں جن میں احکام میں مصالح اور حکمتوں کی وضاحت کی گئی ہے اور علماء نے اس پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں اسرار شریعت اور احکام کی علتوں کو بیان کیا گیا ہے۔[۱] علماء اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کے احکام میں حکمت و مصلحت پائی جاتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

فأئمة الفقهاء متفقون على اثبات الحكمة والمصالح فى أحكامه الشرعية وانما ينازع فى ذلك طائفة من نفاة القياس وغير نفاته۔[۲]	تمام ائمہ فقہاء احکام شرع میں حکمت و مصالح کے اثبات کے مسئلے پر متفق ہیں۔ اس سلسلے میں قیاس کو نہ ماننے والوں اور کچھ دوسرے لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔

جو لوگ احکام میں مصالح اور حکمتوں کا انکار کرتے ہیں ان کے اعتراضات کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب دیتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں:

''اہل سنت اللہ تعالیٰ کے احکام میں تعلیل (علت) کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پسند کرتا ہے اور وہ راضی ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ ان کے نزدیک پسند کرنا اور راضی ہونا مطلق طور پر کسی چیز کا ارادہ کرنے کے مقابلے میں زیادہ خاص ہے (یعنی کسی حکم کی بجا آوری رضائے الٰہی کے لیے ہونا اس کی علت قرار دی جاسکتی ہے) بے شک اللہ تعالیٰ کفر، فسق اور عصیان کو پسند نہیں کرتا، اگر چہ کہ اللہ کی مشیّت و ارادہ کے بغیر کوئی شخص ان افعال کو انجام نہیں دے سکتا''۔[۳۳]

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ احکام میں علّت تسلیم کرنے کی صورت میں تسلسل اور دور لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ حکمت کا تابع قرار پائے گا، جس سے وہ برتر و بالا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں:

''یہ تسلسل مستقبل میں واقع ہونے والے واقعات کے بارے میں لازم آتا ہے نہ کہ گذشتہ واقعات کے بارے میں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے کسی کام کو کسی حکمت کے لیے انجام دیا تو حکمت اس فعل کے بعد حاصل ہوگئی۔ اب اگر اس حکمت سے دوسری حکمت چاہی جائے تو یہ تسلسل مستقبل میں پیش آئے گا۔ اور وہ حاصل شدہ حکمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور ایک دوسری حکمت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسی حکمتیں پیدا کرتا رہتا ہے جن کو وہ پسند کرتا ہے اور ان کو دوسری حکمتوں کا سبب بھی بناتا رہتا ہے۔ جمہور مسلمان اور دوسرے فرقوں کے لوگ مستقبل میں تسلسل کے قائل ہیں، ان کے نزدیک جنت اور جہنم میں ثواب وعذاب ایک کے بعد ایک تسلسل کے ساتھ حاصل رہے گا''۔[۳۴]

امام موصوف دین میں مصالح اور حکمتوں کی موجودگی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''جب فرد کو معلوم ہوگیا کہ فی الجملہ اللہ تعالیٰ کے دین (اوامر ونواہی) میں عظیم حکمتیں ہیں تو اتنی ہی بات اس کے لیے کافی ہے، پھر جوں جوں اس کے ایمان وعلم میں اضافہ ہوگا اس پر حکمت اور رحمت الٰہی کے اسرار کھلتے جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

''سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ'' (فصّلت: ۵۳) ''عن قریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ یہ قرآن برحق ہے''۔ یا جیسا کہ ایک حدیث میں اس مفہوم کو مزید واضح کیا گیا ہے: ''اللہ بندوں کے حق میں اس سے زیادہ رحیم ہے، جتنا ماں اپنے بچے کے لیے رحم دل ہوتی ہے''۔[۵]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ان لوگوں کی پرزور تردید کی ہے جنھوں نے احکام میں مصلحتوں کا انکار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

قد يُظنّ أن الأحكام الشرعية غير متضمنة لشئ من المصالح ... وهذا ظن فاسد تكذبه السنة واجماع القرون المشهود لها بالخير۔[٦]

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ احکام شرعیہ قطعاً حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل نہیں ہیں ...... یہ خیال سراسر فاسد ہے اور سنت اور اجماعِ امت سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

مصالح کے فوائد

محدث دہلویؒ نے ان مصالح اور حکمتوں کو جاننے کے فوائد بھی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ ان میں سے بعض اہم فوائد درج ذیل ہیں:

۱- اس سے معجزۂ قرآن کی طرح (جس کے معارضہ سے انسان عاجز ہوگئے) شریعت کے معجزے کا اظہار ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت تمام شریعتوں سے کامل تر ہے اور اس میں ایسی مصلحتیں پیش نظر رکھی گئی ہیں جن کی رعایت کسی اور طریقے پر ممکن نہیں۔ یہ کامل شریعت ایک نبی امی کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲- شریعت اسلامیہ پر کامل ایمان ویقین کے ساتھ اگر اس کی مصلحتیں بھی معلوم ہوجائیں تو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے اور یہ طمانینت شرعاً مطلوب ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایمان کامل کے باوجود اللہ تعالیٰ سے اس کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کے لیے ان کے سامنے ایک معجزہ دکھا دیا گیا۔[۷]

۳- فروعی مسائل میں فقہاء کے درمیان اختلافات رونما ہوئے ہیں۔ مصالح کے علم سے ان اختلافات میں کسی ایک مسئلے کو ترجیح دینے میں مدد ملتی ہے۔

۴- شریعت کے بعض مسائل میں بعض فرقوں کو شک ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں شریعت کا حکم خلافِ عقل ہے اور جو چیز عقل کے خلاف ہو اسے رد کردینا چاہیے، جیسے عذاب قبر کے بارے میں معتزلہ کو شک ہے۔ اسی طرح قیامت میں حساب کتاب اور اعمال کے تولے جانے کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے، اسے حساب لینے اور اعمال کو تولنے کی کیا ضرورت؟ غرض کہ اس طرح کے اور دیگر مسائل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خلافِ عقل ہیں۔ اس کا سدّ باب اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ان کے بارے میں مصلحتوں اور حکمتوں کو بیان کیا جائے، تاکہ شک کا ازالہ ہو۔[۸]

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ''شرعی احکام میں تین طریقوں سے مصالح ثابت ہوتے ہیں:

۱- متعلق فعل میں مصلحت شامل ہو، اگرچہ شریعت میں اس کی وضاحت نہ کی گئی ہو، جیسے عدل وانصاف کی مصلحت دنیا میں امن وامان کا قیام ہے اور ظلم اور ناانصافی فسادِ عالم کا سبب ہے۔ یہ مصلحت عقل اور شرع دونوں سے ثابت ہے۔

۲- شریعت نے جب کوئی حکم دیا تو اس کی بجا آوری ہی میں مصلحت ہے اور کسی چیز سے منع کیا تو اس سے احتراز کرنا ہی تقاضائے مصلحت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شارع کے حکم سے حسن وقبح کا تعین ہوتا ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ کسی حکم کے ذریعہ بندے کا محض امتحان لینا چاہتا ہو کہ وہ اس کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں؟ حقیقت میں حکم کی تعمیل مقصود نہ ہو، جیسے حضرت ابراہیم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا حکم دینا، یا بنی اسرائیل کے تین افراد (گنجا، برص زدہ اور اندھے) کی آزمائش کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خصوصی نعمتوں کا اعتراف کریں اور راہ حق میں خرچ کریں۔ اس صورت میں حکمت نفسِ حکم میں ہے نہ کہ اس کی تعمیل کرنے میں"۔[9]

علامہ ابواسحاق الشاطبیؒ فرماتے ہیں:

إن وضع الشرائع انما هو لمصالح العباد فی العاجل والآجل معاً۔[10]

احکام شریعت کا اصل مقصد دنیا و آخرت میں بندوں کے مصالح کی حفاظت ہے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ لکھتے ہیں:

فان الشريعة مبناها وأساسها على الحكم ومصالح العباد فی المعاش والمعاد، وهی عدل كلّها و رحمة كلها ومصالح كلها وحكمة كلها۔[11]

شریعت کی بنا اور اساس بندوں کے دنیوی واخروی مصالح اور حکمتیں ہیں اور وہ پوری کی پوری عدل، رحمت، حکمت اور مصلحت ہے۔

مصلحت کا معنیٰ ومفہوم

صَلُح ، يصلح ، صلاحاً وصلوحاً و صلاحية کے معنٰی درست اور ٹھیک ہونے کے ہیں۔ اسی سے مصلحت ہے اور اس کی جمع مصالح ہے۔ اس کی ضد فساد اور مفسدۃ ہے، جس کے معنی بگاڑ اور خرابی کے آتے ہیں۔ اس کے اصطلاحی معنٰی ہیں احکامِ شرع کا مصالح کے مطابق ہونا۔ اس میں جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت دونوں پہلو شامل ہوتے ہیں ۔ علماء اسلام نے مصالح کی تشریح مختلف زاویوں سے کی ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"منفعت کا حصول اور مضرت کا دفع کرنا مخلوق کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور خلق کی اصلاح اس امر پر ہے کہ ان کے مقاصد پورے کیے جائیں۔ یہاں اصلاح سے مراد وہ اصلاح ہے، جو شریعت کا مقصود ہے اور خلق کے حق میں شریعت کا مقصود پانچ امور ہیں: دین کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حفاظت، نفس کی حفاظت، عقل کی حفاظت، نسل کی حفاظت اور مال کی حفاظت۔ لہٰذا ہر وہ حکم یا طریقہ جو ان پانچ اصولوں کا ضامن ہوگا، مصلحت اور اصلاح کہلائے گا اور جس سے یہ اصول فوت ہوتے ہیں وہ طریقہ مفسدہ کہلائے گا اور مفسدہ کو دفع کرنا واجب و لازم ہے"۔[۱۲]

علامہ آمدیؒ مصلحت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"حکم کی مشروعیت کا مقصود یا تو کسی مصلحت و فائدہ کو حاصل کرنا ہے، یا کسی مضرّت کو دور کرنا، یا دونوں ہی مقصود ہیں"۔[۱۳]

مصالح دین کو مقاصدِ شریعت بھی کہا جاتا ہے۔ شیخ طاہر بن عاشورؒ مقاصدِ شریعت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مقاصد شریعت ان معانی اور حکمتوں کو کہتے ہیں جنھیں شارع نے قانون سازی کے تمام یا اکثر حالات میں ملحوظ رکھا ہے، اس طور پر کہ اسے شریعت کے کسی خاص قسم کے حکم کے ساتھ مخصوص نہیں رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس میں شریعت کے وہ عمومی اوصاف اور اہداف بھی آتے ہیں جنھیں ملحوظ رکھنے سے شریعت پہلوتہی نہیں کرتی"۔[۱۴]

استاذ علال الفاسیؒ فرماتے ہیں:

"مقاصد شریعت، شریعت کے اہداف اور ان اسرار و رموز کو کہتے ہیں جنھیں شارع نے تمام احکام میں ملحوظ رکھا ہے"۔[۱۵]

ڈاکٹر یوسف حامد العالم نے مصالح کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"مقاصد شریعت ان مصالح وفوائد کو کہتے ہیں جو بندوں کو دنیا و آخرت میں حاصل ہوتے ہیں، خواہ یہ فوائد جلبِ منفعت کے ذریعے حاصل ہوں یا دفعِ مضرّت کے ذریعے"۔[۱۶]

مصلحت کی قسمیں

مصلحت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: اخروی اور دنیاوی۔ اخروی مصلحت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے مراد موت کے بعد آخرت میں اللہ کی رضا کا حصول، جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات ہے۔ اور دنیاوی مصلحت کا تعلق دنیا کی زندگی میں منفعت کے حصول یا دفعِ مضرّت سے ہے۔ جمہور فقہاء نے دنیاوی مصالح کی تین قسمیں کی ہیں: ۱-ضروریہ، ۲-حاجیہ، ۳-تحسینیہ۔[۱۷]

۱- مصلحتِ ضروریہ

مصلحت ضروریہ کا معنیٰ ہے وہ مصلحت جس کی رعایت کے بغیر انسان کی صحت مندانہ زندگی کا تصور ممکن نہ ہو۔ عصری اصطلاح میں اسے انسان کے بنیادی حقوق بھی کہہ سکتے ہیں۔ مصلحت ضروریہ کا دائرہ پانچ چیزوں پر محیط ہے:

۱- دین، ۲- جان، ۳- نسل، ۴- مال، ۵- عقل۔

ذیل میں ان کی اہمیت سے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر پیش کیا جاتا ہے:

دین وعقیدہ کی حفاظت:

اسلام کے نزدیک انسان کی زندگی دین وعقیدہ کے بغیر بے معنیٰ ہے۔ وہ اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آدمی ایمان وعقیدہ سے عاری زندگی گزارے۔ ایسی صورت میں وہ اس بات کو کیسے پسند کرسکتا ہے کہ وہ دوسرے کے دین وعقیدہ میں خلل ڈالنے کا باعث ہو، یا خود اپنے ایمان سے پھر جائے۔ شریعت کی نگاہ میں یہ قابل سزا جرم ہے۔ دوسرے معنیٰ میں اسلام معاشرہ کو مذہبی خلفشار سے بچانا چاہتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آدمی خود گم راہ ہو اور دوسروں کی گم راہی کا بھی سبب بنے۔ اس کے سدِّ باب کے آخری ذریعہ کے طور پر سزائے مرتد متعین کی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من بدّل دينه فاقتلوه ۔[۱۸]	جو اپنے دین کو تبدیل کرلے (یعنی اسلام سے پھر جائے) اسے قتل کردو۔

دین کی حفاظت کا تعلق صرف مرتد اور بدعتی کے حوالے سے ہی نہیں، بلکہ کفار و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشرکین کے حوالے سے بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ ان میں سے جو لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے،اس کی بنیادی وجہ دین کی حفاظت ہے۔تاکہ کفر وشرک اور باطل ادیان غالب ہوکر مسلمانوں کے لیے فتنہ کا باعث نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔(البقرۃ:۱۹۱)

ان سے لڑو جہاں بھی تمھارا ان سے مقابلہ پیش آئے اور انھیں نکالو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے، اس لیے کہ قتل اگرچہ برا ہے، مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔

حفاظت دین کے مفہوم میں شعائر دین، مساجد، جماعت،سنت کی حفاظت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی شامل ہے۔

جان کی حفاظت

کرۂ ارضی کی ساری آبادی ، یہاں کی بہاریں اور سرگرمیاں انسانوں کے دم سے ہیں اوران کی زندگی کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جان کے درپے نہ ہوں، ورنہ یہ دنیا ویران ہوجائے گی اور یہاں کی ساری رونق جاتی رہے گی۔اسی لیے اسلام میں ایک آدمی کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ اس کا عمل یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام سے خالی ہے۔لہٰذا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا ہو۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً (المائدۃ:۳۲)

جس کسی نے سوا اس حالت کے کہ قصاص لینا ہو یا ملک میں فساد پھیلانے (لوٹ مار کرنے) والوں کو سزا دینی ہو، کسی جان کو قتل کرڈالا تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا اور جس نے کسی کی زندگی بچائی ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی دی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسانی جان کی قدر و قیمت کا تقاضا ہے کہ آدمی خود بھی اپنی جان کو ختم کر دینے کے درپے نہ ہو۔ اس لیے اسلام میں خودکشی حرام ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلاَ تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً۔ (النساء:۲۹)

اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین مانو کہ اللہ تمھارے اوپر مہربان ہے۔

حفاظتِ جان کے مدِّنظر ہی شریعت میں قصاص کے احکام دیے گئے ہیں، جس میں نہ صرف جان کے بدلے جان کی دفعہ بیان کی گئی ہے، بلکہ معمولی چوٹ اور زخم، حتّٰی کہ تھپڑ پر بھی قصاص کو مشروع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالأَنفَ بِالأَنفِ وَالأُذُنَ بِالأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ۔ (المائدۃ:۴۵)

اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت، اور زخموں کا بھی برابر کا بدلہ ہے۔

ساتھ ہی قصاص کو انسانوں کے لیے حیات بخش قرار دیا گیا ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاْ أُولِيْ الأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (البقرۃ:۱۷۹)

عقل و خرد رکھنے والو، تمھارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ امید ہے کہ تم اس قانون کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو گے۔

نسل کی حفاظت

نسل کی حفاظت درحقیقت نوع انسانی کی حفاظت ہے، کیوں کہ دوسری صورت میں انسانی معاشرہ خلفشار کا شکار ہو جائے گا۔ شریعت کی نگاہ میں ضروری ہے کہ ہر بچہ اپنے والدین کی نگرانی میں تربیت پائے اور وہی ان کا وارث بنے۔ یہ مقاصد چونکہ صرف ازدواجی زندگی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے اسلام میں نکاح کو مشروع قرار دیا گیا ہے اور دیگر ہر طرح کے جنسی تعلقات کو حرام کیا گیا ہے اور ان پر حد مقرر کی گئی ہے۔ (النور:۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حفاظتِ نسل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی کے نسب کو متہم کیا جائے نہ بغیر پختہ ثبوت کے اس پر زنا کا الزام لگایا جائے، کیوں کہ اس صورت میں نسب کے تعین میں شبہ پیدا ہوگا اور پیدا شدہ بچے کے مصالح فوت ہوں گے، نیز متہم شخص کی سماجی زندگی متاثر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً ۔(النور:۴)

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر زنا کا الزام لگاتے ہیں اگر وہ چار گواہ نہ لاسکیں تو انھیں اسّی کوڑے مارے جائیں اور ان کی گواہی ہمیشہ کے لیے ناقابل اعتبار سمجھی جائے۔

مال کی حفاظت

مال زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ اس کے بغیر انسان کو خوراک، لباس اور مکان کے سلسلے میں کوئی چارہ نہیں۔ مال نہ ہو تو آدمی غربت و افلاس کا شکار ہوجائے۔ اس لیے شریعت نے مال کمانے، رکھنے اور خرچ کرنے کے ساتھ اس کو چوری، غصب اور ڈاکہ زنی سے محفوظ رکھنے کے احکام دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُوْنَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۔(النساء:۲۹)

اے ایمان والو، ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی مال باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے حاصل ہوجائے۔

ناجائز طریقے سے دوسرے کا مال کھانے کے مفہوم میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جو شریعت اور عرف عام میں ناجائز ہو، چاہے وہ عیاں ہو یا خفیہ۔ ایک حدیث میں ہے:

من اشترى سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد شرك في عارها واثمها۔[۱۹]

جس نے چوری کا مال خریدا، یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری کا مال ہے، وہ اس کے گناہ اور برائی میں شریک ہوا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حفاظتِ مال کی غرض سے شریعت اسلامیہ میں چوری اور ڈاکہ زنی کی سزا متعین کی گئی ہے۔ (المائدۃ: ۳۳، ۳۸) اور سود، جوا، ناپ تول میں کمی بیشی، بیع غرر، ذخیرہ اندوزی اور وہ تمام طریقے حرام قرار دیے گئے ہیں جن سے کسی فرد کو مالی نقصان لاحق ہوسکتا ہے۔

عقل کی حفاظت

عقل کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اس کو ایسی چیزوں سے بچایا جائے جو انسان کے فتور کا باعث ہوں، اسے آفتوں میں مبتلا کردینے والی ہوں اور ان کی وجہ سے وہ اذیت میں مبتلا ہو۔ چنانچہ شریعت میں شراب اور دوسری تمام نشہ آور اشیاء حرام ہیں اور ان کے استعمال پر سزا نافذ کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا۟ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَوٰةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ۔ (المائدۃ:۹۰-۹۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمھیں فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمھیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہوگے؟!۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوہ۔[۲۰]

جو شخص شراب نوشی کرے اسے کوڑے لگاؤ۔

شریعت کے یہی وہ پانچ مصالح ہیں جنھیں 'مصالح ضروریہ' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کی حفاظت کو شریعت نے لازم قرار دیا ہے اور ان کو پامال کرنے والے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاف سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

> ''ان پانچ اصولوں کی حفاظت ضروریاتِ انسانی میں شمار ہوتی ہیں اور مصالح خلق کا یہ اعلیٰ ترین درجہ ہے .... ان مصالح کی حفاظت کی تاکید دنیا کے ہر مذہب اور مہذّب سوسائٹی نے کی ہے''۔[۲۱]

علامہ ابواسحاق الشاطبیؒ ان مصالح کی اہمیت سے متعلق لکھتے ہیں:

> ''دین و دنیا کے مصالح کے قیام کے لیے یہ ضروری ہیں۔ اگر یہ مفقود ہوں تو سلامتی کے ساتھ مصالح دنیا قائم نہیں رہ سکیں گے، بلکہ انسانی زندگی میں فساد اور خلفشار رونما ہوگا اور اخروی زندگی میں نجات و کامیابی سے محرومی ہاتھ آئے گی، جو سراسر نقصان اور خسران ہے''۔[۲۲]

۲۔ مصلحتِ حاجیہ

مصلحت کی دوسری قسم، جس کی شریعت نے رعایت کی ہے، مصلحتِ حاجیہ ہے۔ اس سے مراد وہ مصلحت ہے جس کی رعایت سے انسانی زندگی میں سہولت پیدا ہو اور عدمِ رعایت سے تنگی اور مشقت لاحق ہو، مگر اس درجہ میں نہ ہو، جیسا کہ مصالح ضروریہ کے فوت ہونے سے لاحق ہوتی ہے۔ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

> ''حاجیات کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کی ضرورت توسّع کے حصول اور تنگی کے ازالہ کے مقصد سے ہوتی ہے کہ اگر وہ پوری نہ ہوں تو حرج اور مشقت لاحق ہو اور اگر ان کی رعایت ملحوظ نہ رکھی جائے تو مکلّف افراد فی الجملہ حرج اور مشقت میں مبتلا ہو جائیں، مگر وہ اس درجہ میں نہ پہنچے کہ ان سے فساد رؤنما ہو، جیسا کہ مصالح ضروریہ کے نہ پائے جانے سے فساد رؤنما ہوتا ہے''۔[۲۳]

اس تعریف کی روشنی میں علماء نے مصلحت حاجیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں: حاجیہ اصلیہ، حاجیہ مکمّلہ۔ یہ دونوں قسمیں تمام احکام، عبادات، معاملات، عادات اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنایات میں موجود ہیں۔ عبادات میں مصلحت حاجیہ کی رعایت کی مثال احکام کی تعمیل میں رخصتوں کی موجودگی ہے، جیسے مجبور کے لیے کلمۂ کفر کہنے، اضطراری حالت میں مردار کھانے، پانی کی عدم موجودگی یا مرض کی صورت میں تیمّم کرنے اور حیض ونفاس کی حالت میں نماز ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔ اسی طرح مریض، مسافر، حاملہ اور مرضعہ کو روزے دوسرے ایام میں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

معاملات میں مصلحت حاجیہ کی مثالوں میں کم سن بچی کے نکاح کے انعقاد کے لیے ولی کی شرط، خرید وفروخت، اجارہ، مساقاۃ اور قرض کے لین دین کے معاملات کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی چیز مصلحتِ ضروریہ میں سے نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے سے انسان کے بنیادی حقوق پامال ہوتے ہوں، مگر زندگی کی بقا کے لیے یہ چیزیں ضروری ہیں۔ عادات میں مصلحتِ حاجیہ کی مثال شکار کا جائز ہونا اور کھانے پینے میں پاکیزہ چیزوں سے لطف اندوزی کا درست ہونا ہے۔

یہ مثالیں مصلحتِ حاجیہ اصلیہ کی ہیں۔ مصلحتِ حاجیہ مکمّلہ کی مثالوں میں مسافر اور مریض کے لیے دو نمازوں کو ایک وقت میں ادا کرنے اور حالتِ سفر میں قصر کی اجازت، صغیرہ کے نکاح میں کفو کی رعایت، مہرِ مثل، قرض و رہن میں گواہی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

۳۔ مصلحتِ تحسینیہ

مصلحت کی تیسری قسم تحسینیہ ہے۔ اس سے مراد وہ مصلحت ہے جس کی رعایت سے احکام واعمال میں حسن اور خوبی پیدا ہو اور عقل سلیم اس کا تقاضا کرے، لیکن عدم رعایت سے حرج اور تنگی پیدا نہ ہو۔ یہ مصلحت بھی عبادات، معاملات، عادات اور جنایات میں پائی جاتی ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں: نجاست کو زائل کرنا، پردہ کرنا، زیب وزینت اختیار کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، کھانے پینے میں آداب ملحوظ رکھنا، غیر پاکیزہ چیزیں کھانے سے پرہیز کرنا، اسراف اور فضول خرچی سے بچنا، گندگی کی خرید وفروخت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے منع کرنا یا زائد پانی یا گھاس سے روکنا، غلام کو گواہی اور امامت و خلافت کے لیے نااہل قرار دینا، اسی طرح عورت کو امامت کے لیے نااہل قرار دینا، یا اس کے از خود نکاح کرنے کی ممانعت، یا غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرنے کی ممانعت، یا جہاد میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو مارنے کی حرمت وغیرہ۔[۲۴]

اخروی مصلحت کے حوالے سے ایک بات یہ بھی جاننی چاہیے کہ اس میں رضائے الٰہی کا حصول، جنت میں داخلہ اور جہنم کی آگ سے نجات کے ساتھ تزکیہ و تربیت نفس، تہذیبِ اخلاق، عبادات پر مشقتوں کی برداشت کی تربیت اور قوائے شہوانیہ وغضبیہ پر کنٹرول وغیرہ مطلوب و مراد ہیں۔

مصالح کی تینوں قسموں میں مصلحت ضروریہ بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور باقی دونوں قسمیں اس کی تابع ہیں۔ اگر مصلحت ضروریہ مفقود ہوگی تو بہ درجہ اولیٰ مصلحت حاجیہ و مصلحت تحسینیہ بھی مفقود ہوں گی، لیکن اس کے برعکس کا وقوع لازم نہیں۔ مصالح کے حوالے سے دوسری اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ خواہشاتِ نفسانی کی تابع نہیں ہیں، یعنی خواہشِ نفس کو مصلحت قرار نہیں دیا جاسکتا، کیوں کہ شریعت اسی لیے آتی ہے کہ لوگوں کو ہوائے نفس کی جکڑ بندیوں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لائے۔[۲۵]

مصالحِ دین انھی اقسام میں محدود نہیں ہیں

دین میں مصالح اور حکمتوں کی تشریح میں علماء نے عام طور پر انھیں پنج گانہ مصالح کا تذکرہ کیا ہے اور ان میں تین درجات (ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ) قائم کیے ہیں۔ مگر بعض علماء نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ مصالح دین انھی اقسام میں محدود و محصور نہیں ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی مصالح کی اقسام میں توسیع کے قائل ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ علامہ ابن القیمؒ کا حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ مصالح مرسلہ کو جان، مال، عزت و آبرو، عقل اور دین کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحفظ میں محصور کر دیتے ہیں، مگر ایسا کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ مصالح مرسلہ یہ ہیں کہ منافع حاصل کیے جائیں اور مضرتیں دور کی جائیں...... دنیا میں (جلب منفعت کی مثال) وہ معاملات اور سرگرمیاں ہیں جن میں عامۃ الناس کی بھلائی مضمر ہو، خواہ ان سے متعلق کوئی حد شرعی مقرر کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو اور دین میں (جلب منفعت کی مثال) وہ احوال و معارف، عادات اور زہد کی باتیں ہیں جن میں انسانوں کی بھلائی مضمر ہے جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو۔ جن لوگوں نے مصالح کو ان سزاؤں سے وابستہ کر دیا جو فساد کو دور رکھنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں یا جو اموال یا جسم انسانی کو محفوظ رکھنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں ان میں انھوں نے کوتاہی برتی ہے''۔[۲۶]

ڈاکٹر موصوف نے روایتی فہرست میں اضافہ کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''ایک خیال یہ بھی ہے کہ مقاصد کی روایتی فہرست پنج گانہ دین، جان، عقل، نسل اور مال میں خود اتنی وسعت ہے کہ بہت سے نئے مقاصد اسی فہرست میں داخل سمجھے جا سکتے ہیں۔ مثلاً عدل و انصاف دین میں اور ازالۂ غربت اور کفالت عامہ حفظ جان میں شامل سمجھے جا سکتے ہیں۔ ہمیں دو وجھوں سے اس فکر و سوچ سے اتفاق نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ، جیسا کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے، مقاصد شریعت کے بیان میں تحفظ سے آگے بڑھ کر ترقی دینے اور بڑھوتری کو بھی شامل کرنا ضروری ہے۔ روایتی فہرست میں سارا زور دفع مضرت پر ہے، جلب منفعت کا پہلو دب گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ عالمی اور قومی سطح کے مسائل میں ماحولیاتی تلوّث پر کنٹرول، کائنات کے قدرتی وسائل کا بچاؤ، عمومی اور کلی تباہی مچانے والے اسلحوں کے استعمال اور ان کی پیداوار پر پابندی اور موجودہ نیوکلیائی ہتھیاروں، نیز کیمیاوی اور حیاتیاتی اسلحوں کا تلف کیا جانا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اقوام عالم کے باہم امن وچین سے رہ سکنے کے دوسرے تقاضے پورے کرنے کے لیے یہ بہتر ہے کہ ان امور سے مناسبت رکھنے والی اسلامی تعلیمات کو اہمیت کے ساتھ پیش کیا جائے"۔[۲۷]

موصوف نے روایتی فہرست میں درج ذیل مصالح کے اضافہ کی تجویز رکھی ہے اور ان پر قرآن وحدیث سے دلائل دیے ہیں:

۱- انسانی عز وشرف، ۲- بنیادی آزادیاں، ۳- عدل وانصاف، ۴- ازالۂ غربت اور کفالت عامّہ، ۵- سماجی مساوات اور دولت وآمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو بڑھنے سے روکنا، ۶- امن وامان اور نظم ونسق، ۷- بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل وتعاون۔[۲۸]

مصالحِ دین اور عقل

احکامِ دین میں مصالح اور حکمتوں کی دریافت عقل کرتی ہے، لیکن بعض اوقات عقل کی بنیاد پر شریعت کا حکم بھی مستنبط کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ شریعت کا چوتھا ماخذ قیاس ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث سے متعلق نص نہ ہونے کی وجہ سے عقل کی بنیاد پر شریعت کا حکم معلوم کیا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء نے قیاس کو شریعت کی ایک اصل قرار دیا ہے۔[۲۹] رسول کریم ﷺ نے متعدد مواقع پر عقل کی بنیاد پر دیے گئے مشوروں کو قبول فرمایا ہے[۳۰] اسی طرح صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام نے قیاس وعقل سے شریعت کے احکام وضع کیے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

فأمّا تحقيق المناط فهو متفق عليه بين المسلمين وهو ان ينصّ الله على تعليق الحكم بمعنى عام كلّي، فينظر في ثبوته في آحاد الصور او أنواع العام۔[۳۱]

شرعی احکام میں متعلق ومطلوب حکم کی تحقیق کے بارے میں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ شریعت میں حکم بمعنی عام کی تعلیق کی جائے گی (یعنی اس کے مصداق کی تحقیق کی جائے گی) اور افراد پر حکم کے اطلاق یا کسی خاص نوع میں اثبات کے لیے غور وفکر کیا جائے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام موصوف آگے اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مختلف امور، جیسے انصاف کرنا، یا استقبال کعبہ یا جیسے شراب، جوا، مردہ، خون اور خنزیر کے حرام ہونے سے متعلق قرآن وحدیث میں عام حکم ہے، مگر شخص خاص سے متعلق طے کرنا کہ اس نے احکام کی خلاف ورزی کی یا نہیں، یا فلاں چیز حرام کردہ اشیاء کی تعریف میں آتی ہے یا نہیں؟ یہ سب باتیں قیاس کے ذریعہ ہی طے کی جاتی ہیں''۔۳۲

احکام پر عمل حکمتوں کے جاننے پر موقوف نہیں

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ دین مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہے، مگر احکام دین پر عمل حکمتوں کے جاننے پر موقوف نہیں ہے، کیوں کہ عقل انسانی محدود ہے اور ضروری نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام حکمتوں کو جان لے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

أنه لا يحلّ ان يتوقّف فى امتثال أحكام الشرع اذا صحّت بها الرواية على معرفة تلك المصالح لعدم استقلال عقول كثير من الناس فى معرفة كثير من المصالح ولكون النبى ﷺ أوثق عندنا من عقولنا۔۳۳

احکام شرعیہ پر عمل کرنے میں، جب کہ وہ صحیح روایت سے ثابت ہو جائیں، ان کی مصلحتوں کے جاننے تک توقف کرنا جائز نہیں۔ کیوں کہ بہت سے انسانوں کی عقلیں بہت سی حکمتوں کو بطور خود نہیں سمجھ سکتیں اور نبی کریمؐ کی ذات ہمارے نزدیک ہماری عقلوں سے کہیں زیادہ قابل اعتماد ہے۔

خلاصۂ بحث

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا عطا کردہ دین بندوں کے دینی و دنیاوی مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہے، اس لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریقہ انسانوں کے لیے مفید اور انجام کے اعتبار سے قابل اطمینان وموجب فلاح ونجات نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس دین کو ترک کرنا اور اس کو از کار رفتہ قرار دینا انسان کی نادانی پر مبنی ہے، جس کے سنگین نتائج ہوسکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی ومراجع

۱۔ مثال کے طور پر دیکھیے محاسن الشریعۃ، امام محمد بن اسماعیل (م۳۶۵ھ)، محاسن الاسلام، ابوعبداللہ بن عبدالرحمٰن البخاری (م۳۴۶ھ)، الاعلام بمناقب الاسلام، ابوالحسن العامری (م۳۸۱ھ)، حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۱۱۷۶ھ)۔

۲۔ منہاج السنۃ النبویۃ، ابن تیمیہ، تحقیق الدکتور محمد رشاد سالم، ادارۃ الثقافۃ والنشر، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، طبع اول، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ۱/ ۱۴۱۔ امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ بعض منکرین قیاس اور ایک دو دیگر لوگ احکام میں علّت وحکمت کا انکار کرتے ہیں، ورنہ جمہور امت اس کے قائل ہیں۔

۳۔ حوالہ سابق

۴۔ حوالہ سابق

۵۔ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ۸/ ۹۷

۶۔ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، طبع اول ۱۳۸۳ھ، فیصل پبلیکیشنز دیوبند، ص۴-۵

۷۔ سورۃ البقرۃ: ۲۶۰

۸۔ حجۃ اللہ البالغۃ، ص۸

۹۔ مجموع فتاوی ابن تیمیہ، ۸/ ۴۳۵-۴۳۶

۱۰۔ الموافقات فی اصول الشریعۃ، ابواسحاق الشاطبی، المطبعۃ الرحمانیۃ مصر، ۲/ ۶

۱۱۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، ابن القیم الجوزیۃ، دارالجیل للنشر والتوزیع والطباعۃ، بیروت، ۳/ ۳

۱۲۔ المستصفیٰ فی علم الاصول، حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی، المطبعۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الامیریۃ، بولاق، مصر، ۱۳۲۴ھ، ۱/ ۲۸۶

۱۳ امام شاطبی کے ذکر کردہ مقاصدی قواعد- ایک تجزیاتی مطالعہ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن ابراہیم کیلانی، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، ص ۴۳، بحوالہ الإحکام للآمدی، ۳/ ۲۷۹

۱۴ حوالہ سابق، بحوالہ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، طاہر بن عاشور، ص ۵۱

۱۵ حوالہ سابق، بحوالہ مقاصد الشریعۃ ومکارمہا، علال الفاسی، ص ۳

۱۶ حوالہ سابق، ص ۴۴، بحوالہ المقاصد العامۃ للشریعۃ الاسلامیۃ، ڈاکٹر یوسف العالم، ص ۷۹

۱۷ الموافقات فی اصول الشریعۃ، ۲/ ۸

۱۸ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لا یعذب بعذاب اللہ

۱۹ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی، ۶/ ۶۴

۲۰ مسند احمد، ۲/ ۱۶۶، ابوداؤد، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہ

۲۱ المستصفیٰ فی علم الاصول، الغزالی، ۱/ ۲۸۷-۲۸۸، دیکھیے بحث الاستصلاح

۲۲ الموافقات فی اصول الشریعۃ، ۲/ ۸

۲۳ حوالہ سابق، ۲/ ۱۰-۱۱، المستصفیٰ، ۱/ ۲۸۹-۲۹۰

۲۴ الموافقات، ۱/ ۱۱-۱۲

۲۵ حوالہ سابق، ۲/ ۳۷-۳۸

۲۶ مقاصد شریعت، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی، ص ۳۰، بحوالہ مجموعۃ الرسائل والمسائل لابن تیمیہ، جلد ۴-۵، ص ۱۷۴-۱۷۵

۲۷ حوالہ سابق، ص ۳۸-۳۹

۲۸ حوالہ سابق، ص ۳۹

۲۹ الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ، کویت، ۳۴/ ۹۱

۳۰ مثال کے طور پر آپؐ نے بعض جنگوں میں میدان جنگ کے انتخاب میں بعض صحابہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مشورے کو قبول فرمایا۔اسی طرح آپؐ نے ایک صحابی کے مشورے سے انگوٹھی میں محمد رسول اللہؐ کا نام کندہ کرایا اور اس کو مہر کے طور پر استعمال کیا۔اذان کا طریقہ بھی مشورے کی بنیاد پر طے کیا گیا، پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت ایک ضرر کی وجہ سے کی گئی ۔ جمعہ کے دن غسل پسینے سے پیدا ہونے والی بدبو سے بچنے کے لیے مشروع کیا گیا، وغیرہ۔

۳۱؎ منہاج السنۃ النبویۃ، ۶/۴۷۴

۳۲؎ حوالہ سابق،

۳۳؎ حجۃ اللہ البالغۃ، ص۶

☆☆☆

معرکۂ اسلام و جاہلیت

مولانا صدرالدین اصلاحی

اسلام کی بصیرت افروز آگہی کے لیے جاہلیت سے واقفیت ناگزیر ہے۔

☆عقائد،عبادت،اخلاقیات اور زندگی کے تمام معاملات میں جاہلیت اور اسلام کے درمیان اصولی فرق کیا ہے؟

☆ دونوں کے درمیان فطری اور مسلسل کش مکش کا انداز کیا ہے؟

☆ جاہل عناصر کس طرح اسلامی تصورات میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں؟

ان اہم پہلوؤں پر اس کتاب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔ مصنف کے گہر بار قلم نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ صفحات: ۲۱۶ قیمت:-/۸۵ روپے

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر اسرار احمد خان نے انتہائی معاری اور دلکش اسلوب میں Islamic Civilization in its Real Prespective کے نام سے کیا ہے۔

آفسیٹ کی عمدہ طباعت صفحات:۱۳۷ قیمت:-/۹۰ روپے

ملنے کے پتے : ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر-۹۳، علی گڑھ-۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵

© rasailojaraid.com